www.novelsclubb.com
میں ماہِ کامل ہوں
از عینا بیگ

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

میں ماہ کامل ہوں از عینا بیگ

Episode 4

پھر یوں ہوا کہ جہاندار نے بھی تاخیر نہ کی۔۔اگلے دن ہی حویلی چلا آیا۔وہ جتنا بھی لاپرواہ سہی مگر جانان کے معاملے میں سخت تھا۔ماتھے پر بل اور لہجہ جارحانہ۔۔دادا اا خگر بوکھلا کر رہ گئے۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا جہاندار۔۔تم بلاوجہ پریشان ہوتے ہو۔شاید جانان بیٹی نے غلط سنا ہو۔وہ جو کوئی بھی مطالبہ کرنے والا ہے ہم مان لیں گے۔تم سے بڑھ کر کچھ نہیں میرے بچے!" مگر ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ مطالبہ کوئی عام نہیں تھا۔جہاندار کی بے چینی کسی طور کم نہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"جو بھی ہو۔۔آپ کل ان سے رخصتی کی بات کریں گے۔میں مزید ان کے دلاسوں پر نہیں ٹھہرنے والا۔پانچ سال ہوگئے ہیں اور اب میں اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔"گھمبیر آواز میں سختی تھی۔دادا اخگر سانس خارج کرتے رہ گئے۔یہ لڑکا کس قدر جذباتی تھا۔

"ہم کل ہی اسے بلا لیتے ہیں۔اچھا ہے جو بات وہ کرنا چاہتا ہے 'کل ہی ہو جائے گی۔جانان کے امتحانات ہو گئے؟"

"پرسوں آخری پیپر ہے۔اس کے بعد وہ چند دن ہاسٹل میں ہی ٹھہر کر اپنے رزلٹ کا انتظار کرنے والی ہے۔آپ اگلے مہینے کی تاریخ طے کر لے لگا۔"وہ سارے فیصلے خود ہی کر بیٹھا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے اب ہمیں ذرا سانس لینے دو۔اتنی دنوں بعد حویلی لوٹے ہو تو اپنی ماں سے بھی مل لو۔دوبارہ شہر کب جاؤ گے؟"انہوں نے ڈبے سے اپنی دوائیاں نکالیں۔

"جب تک کل کی ملاقات طے نہیں پا جاتی۔میں تب تک یہیں ٹھہروں گا۔۔بہر حال میں ابھی جا رہا ہوں مگر ایک یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں۔۔جانان میری بیوی ہے۔کوئی

شخص اسے مجھ سے دور کر ہی نہیں سکتا اور نہ میں ایسا ہونے دوں گا۔" آستین کے کف فولڈ کرتے ہوئے وہ ایک آخری نگاہ ڈالتا ہوا اندر بڑھ گیا تھا۔ دادا لب بھینچ گئے۔ انہیں اندر ہی اندر اس مطالبے سے خوف محسوس ہو رہا تھا جو کل اکبر دادا کرنے والے تھے۔

---★★★---

"مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا لکھوں۔۔ سراقہ کہاں کے بارے میں لکھوں یا اپنے بارے میں لکھوں۔ یہ تین ہفتے مجھے بری طرح تھکا گئے ہیں۔ جسمانی اور ذہنی مشقت کی تھکن اب ناقابل برداشت ہے۔ مجھے آبرو چچی سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔ میں نہیں مانتی کہ ان کا کردار میری ماں کی کہانی میں اچھا ہوگا۔ ان کو دیکھ کر ایسا لگتا بھی نہیں۔ اولاد اپنے لیے سب کچھ برداشت کر لیتی ہے مگر اپنی ماں کے لیے تڑپ اٹھتی ہے۔ میں بھی نہیں کر سکتی۔ میں چچی کا مقابلہ ڈٹ کر کرنا چاہتی ہوں مگر میرے یہ آنسو رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

میں یوں حساس نہیں بنی رہنا چاہتی۔ میں بدلنا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ جب میں اپنی ماں کی کردار کی صفائی دوں تو میری بھیگی آواز اور نم آنکھیں آڑے نہ آ سکیں۔ میری

www.novelsclubb.com

ماں بدکردار نہیں تھی۔۔یہ لوگ بہت ظالم ہیں۔حلال کو حرام بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ چندا اگر شہر گئی تو اپنے شوہر کے ہمراہ گئی! وہ اس کا حق تھا۔۔وہ کیوں طلاق لیتی؟ پھر کیوں اس بات کو 'بھاگنے' سے جوڑا جاتا ہے۔ان کے نزدیک شادی ایک مذاق ہے۔جب چاہا کروا دی اور جب جہاں طلاقیں دلوا دیں۔

آبرو چچی کے کام مجھے اتنا نہیں تھکاتے جتنا مجھے ان کی زبان تھکا دیتی ہے۔میرا دماغ سن ہو جاتا ہے۔مجھے لگتا ہے میں پاگل ہو جاؤں گی۔ماں اگر قصوروار بھی ہو تو بھی اولاد ان کے بارے میں کچھ غلط نہیں برداشت نہیں کر پاتی۔پھر چندا تو بے قصور تھی۔میں کیسے برداشت کروں۔۔مجھے لگتا ہے میں ماں کی طرح کمزور ہو گئی ہوں۔ان کی زندگی کا آخری سال انہوں نے بے حد تکلیف میں گزارا۔آنکھوں میں آنسو ہی ٹھہرے رہتے۔وہ مجھ سے کہتی تھیں کہ وہ جلد مر جائیں گی اور اگر وہ مر جائیں تو اپنے باپ کو بلا لینا۔باپ تو سایہ ہوتا ہے۔۔چھاؤں ہوتا ہے۔۔مگر وہ ہمیں دھوپ میں پھینک کر چل دیے۔نجانے یہ دولت رشتوں پر کیوں بازی لے جاتی ہے۔طے ہوا کہ جذبات معنی نہیں رکھتے۔۔میں جب جب یہ بات تسلیم کرنے لگتی ہوں 'سراقہ کی آنکھوں میں اپنے لیے جذبات دیکھ کر ٹھہر جاتی ہوں۔ان سے منہ موڑتی ہوں تو تکلیف سے کراہ دیتی ہوں۔کیا میں جذبات کو

www.novelsclubb.com

جھٹلانے میں اپنے باپ کی بیٹی ہوں؟ مگر میں اپنے باپ جیسی نہیں بننا چاہتی۔ یہ میرے لیے سب سے تکلیف دہ عمل ہے۔

سراقہ ایک بہت اچھے مرد ہیں۔ وہ صحیح کہتے ہیں کہ ہاں وہ ہینڈسم بھی ہیں۔ اس سب کے علاوہ وہ ایک خیال رکھنے والے ذمہ دار شوہر بھی ہیں۔۔ ان کا خوبصورت لہجہ مجھے ہر بار شرمندہ کر دیتا ہے۔ سراقہ کیہان کی زندگی کی کہانی میں شاید میرا کردار بہت برا ہے۔۔ ایسا کردار جو انہیں ستاتا اور تڑپاتا ہے۔

میں جانتی ہوں ایک روز سراقہ اپنی یہ ادھوری کتاب مکمل کریں گے۔ جانے اس وقت کیا حالات ہوں۔ میں آپ کے پاس ہوں گی بھی یا نہیں۔۔ مگر میرے بارے میں کبھی غلط مت سوچے گا۔ مجھے برے الفاظوں میں یاد مت رکھیے گا۔ میرا ہر قدم مجبوری میں ہی اٹھتا ہے سراقہ۔۔ میں بلکل ایک اچھی بیوی نہیں۔۔ ایسی بیوی جسے آپ ڈیزرو کرتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

میں نے اس دن آپ سے کہا تھا کہ آپ میرا مستقبل نہیں۔۔ میں جانتی ہوں آپ کو تکلیف ہوئی ہو گی۔ حالانکہ ہمارے درمیان وہ بات بھی نہیں جو عام میاں بیوی کے خوبصورت رشتے میں ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی آپ کو دکھ ہوا ہو گا' کیونکہ مجھے بھی ہوا۔ میں

خود نہیں جانتی میرا مستقبل کیا ہے۔ پھر کیسے دیتی آپ کے سوال کا جواب کہ میرا مستقبل کیا ہے۔۔"

اس نے پین رکھ کر اپنی نم آنکھیں رگڑیں۔ سسکیاں گونج رہی تھیں۔ کاش وہ اس سے شادی ہی نہ کرتی۔ نہ شادی ہوتی اور نہ وہ اسے تکلیف دیتی۔۔ وہ تکلیف جس سے خود ماہ کامل کو تکلیف ہوتی تھی۔

---★★★---

پھر دادا اکبر نے بھی تاخیر نہ کی۔ اگلی صبح ہی کیہان چچا کے ہمراہ اکبر حویلی چلے آئے۔ آنگن میں بیٹھے دادا اکبر کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ البتہ شہاب کچھ خاموش خاموش سے معلوم ہوتے تھے۔ ارد گرد کی گفتگو کرنے کے بعد وہ دھیرے سے اصل مدعے کی جانب بڑھے۔

www.novelsclubb.com

"تم جانتے ہی ہو اکبر کہ جہاندار اور جانان بیٹی کے نکاح کو پانچ سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔" انہوں نے گویا بات کا آغاز کیا۔ شہاب چچا بیٹی کے ذکر پر چونکنے ہوئے جبکہ دادا اکبر کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"جی بھائی صاحب۔"

"ہمیں تو یہ پانچ سال کا عرصہ بھی اتنا چھوٹا لگتا ہے۔ جہاندار اور سراقہ ہمارے قد سے اتنے اونچے اور چوڑے ہو گئے ہیں کہ اب ہم خود کو کمزور سمجھنے لگے ہیں۔ اسی سال چند ماہ کے وقفے سے دونوں انیتس کے بھی ہو گئے۔ وقت واقعی پر لگا کر اڑ گیا ہے۔ جہاندار اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے اور اب اس کی بھی ہماری طرح یہی خواہش ہے کہ رخصتی کے عمل کی تیاریاں کی جائیں۔" دادا اخگر نے امید بھری نگاہوں سے بھائی کو دیکھا۔

"آپ نے تو ہمارے منہ کی بات چھین لی اخگر بھائی۔ جانان کا بھی کل آخری پرچہ ہے اور اس کے رزلٹ کے بعد ہم آپ سے اسی بارے میں بات کرنے والے تھے۔" وہ تو جیسے پھولے نہ سمائے۔ شہاب نے بھی رسماً سا مسکرا کر محفل میں حصہ لیا۔ کیہان چاچو البتہ انہیں بہت غور سے دیکھ رہے تھے۔ جانے وہ مطالبہ کہاں تھا جس کا ذکر جہاندار نے کیا تھا۔

"پھر یہ تو واقعی زبردست ہو گیا۔ ہمیں بس اب تاریخ دے دو اکبر! اب ہم مزید نہیں ٹھہریں گے۔" انہیں امید نہیں تھی کہ بات اتنی آرام سے بن جائے گی۔

www.novelsclubb.com

"مگر ایسا صرف ایک صورت میں طے پائے گا بھائی جان۔۔" بالآخر پتہ پھینکا گیا۔ دادا اخگر ٹھہر سے گئے۔

"کیسی صورت؟"

"ہمارا ایک مطالبہ ہے۔۔" اب کی بار شہاب بولے۔ ان کی آنکھیں کسی بھی تاثر سے عاری تھیں۔ اخگر دادا کے حلق میں جیسے کانٹا سا چبھا۔

"کیسا مطالبہ؟" کیہان چاچا ناسمجھی میں بولے۔ ان کے پوچھنے پر شہاب اور اکبر دادا نے ایک دوسرے کو گہری نگاہوں سے دیکھا۔

"یہ مطالبہ بہت آسان تو نہیں لیکن ہم اس کے پورا ہوئے سے پہلے اپنی بیٹی کا ہاتھ آپ کو نہیں تھمائیں گے۔ ہمیں وہ زمین چاہیئے۔" لہجہ مضبوط تھا۔ الفاظ تھے یا پتھر۔۔ دادا اخگر کو اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"کون سی زمین؟" یکدم ہی لہجہ برہم ہوا۔

"بابا کی وہی زمین جس کا بٹوارے کے وقت حصہ نہیں ہو سکا تھا۔ ہمیں وہ زمین چاہیئے بھائی جان!"

"لگتا ہے تم پاگل ہو گئے ہو اکبر! وہ زمین ہماری ہے۔" ان کی گرجدار آواز ابھری تو باہر کھڑے لوگوں میں سکتہ طاری ہو گیا۔ کیہان چاچو کے ماتھے پر گہرے بل پھیلے۔

"اس رشتے کو قائم رکھنے کے لیے آپ کو یہ مطالبہ پورا کرنا ہو گا بھائی جان۔" اکبر دادا نے تحمل مزاجی سے بول کر گویا بات ہی ختم کی۔

"ایک بار پھر ان زمینی معاملات کی وجہ سے بچوں کی زندگیوں سے کھیلا جائے گا؟" ان کی بلند آواز حویلی میں گونجنے لگی۔

"وہ ہمارا حق ہے جو آپ ہمیں دینا نہیں چاہتے۔" اب کی بار اکبر دادا کے ماتھے پر بھی غصہ ابھرا۔

"حق؟ اس زمین کو ہم نے بٹوارے کے حصے میں شامل نہیں کیا تھا۔ وہ زمین تمہیں کسی صورت نہیں مل سکتی اور یہی ہمارا ہمیشہ کی طرح آخری فیصلہ ہے۔"

"تو پھر جانان بھی ہماری ہی پوتی ہے۔ نہیں بیاہی جائے گی آپ کے پوتے کے ساتھ۔ یہ رشتہ ہم اسی وقت ختم کرتے ہیں۔" انہوں نے نخوت سے کہتے ہوئے شہاب کو دیکھا جنہوں نے حامی بھری تھی۔

"میں ابامیاں کی بات پر راضی ہوں۔" شہاب چچانے مہتاب کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔

کیہان چاچو کی سٹی گم ہوئی۔ زمینی معاملات پر غصہ انہیں بھی تھا مگر اس رشتہ ختم کرنے والی بات نے انہیں ہلا کر رکھ دیا۔ دادا اخگر کی آنکھیں غم سے پھٹنے کو تھیں۔

"وہ دونوں ایک دوسرے کے نکاح میں ہے۔ تم لوگ بچوں کے ساتھ ایسا ظلم کیسے کر سکتے ہو؟" جہاندار کا خیال انہیں خوف دلا رہا تھا۔

"یہ کوئی پہلا رشتہ تو نہیں ہے جو زمین کے مطالبے پر ختم ہو گا! ایسا پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے بھائی صاحب اور اگر آپ ضد کے پکے ہیں تو پھر یہی سہی۔ ہم تمام رشتے توڑتے ہیں۔ اپنے بیٹے سے کہیں کہ منہ دکھائی نہیں۔۔ طلاق نامہ تیار رکھے۔" انداز نفرت آمیز تھا۔ اگر ماہ کامل یہاں موجود ہوتی تو دادا اکبر کے اس روپ کو دیکھ کر جانے کیا تاثر پیش کرتی۔

دادا اخگر کی گویا بس ہو گئی۔ وہ چند لمحوں کے لیے جہاندار کو واقعی بھلا گئے۔ سرچ ہوتے چہرے سے اٹھے اور کیہان چاچو کے ساتھ باہر نکلتے چلے گئے کہ اب کہنے کو کچھ باقی نہ رہا تھا۔

---★★★---

وہ چائے کا پانی پتیلی میں ڈال کر چولہے پر چڑھانے لگی تھی جب اسے جہاندار کا خیال آیا جو اٹھ گیا تھا۔وہ کچن سے باہر چلی آئی۔

"جہاندار بھائی میں چائے بنا رہی ہوں۔آپ پیئیں گے؟"اس نے ہمدردی میں پوچھا تھا مگر جہاندار اسے یوں کچن سے نکلتے دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔

"تم اب بھی کچن میں ہو۔سراقہ کا حکم تمہیں یاد نہیں ماہ کامل؟تمہیں نہیں لگتا کہ جب اسے معلوم پڑے گا کہ اس کے حکم کے باوجود بھی کچن کا سارا کام چچی تم سے ہی کروا رہی ہیں'وہ خفا ہو جائے گا؟"لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں کچھ وقت کے لیے ٹھہریں۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی اور فالحال میں صرف سکون چاہتی ہوں۔"اس نے اپنے بکھری زلفوں کو ڈوپٹے کے اندر کیا۔

بعد میں تو پھر سراقہ کیہاں ہی دیکھے گا۔"وہ ہنس پڑا تو ماہ کامل نے مسکراہٹ دبائی۔"

""بنا دو۔"

www.novelsclubb.com

وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ رہی تھی جب دادا ا خگر کی غصے بھری آواز پر دہل کر رہ گئی۔ کام کرتا جہاندار چونک اٹھا۔

"ارے نہیں مانتے ہم اس کا مطالبہ !" کیہان چچا کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے مگر جوں نگاہ جہاندار پر پڑی 'لب خاموش ہو گئے۔

"کیا ہوا ہے ؟" جہاندار کے ماتھے پر بل پھیلے۔ کیہان اور دادا ا خگر کے چہروں سے لگتا نہیں تھا کہ ملاقات خوشگوار ٹھہری ہو گی۔

"کچھ نہیں۔۔ سب ٹھیک ہے۔" کیہان چچا نے عقلمندی دکھاتے ہوئے دادا ا خگر کے شانے پر ہلکا سا زور دیا تاکہ وہ اس سے گفتگو چھپا سکیں۔

"آپ لوگوں کو لگتا ہے کہ مجھ سے بات چھپا کر آپ حالات کو ٹھیک کر دیں گے ؟" اس کا لہجہ طنزیہ ہوا۔ "کیا کہا ہے دادا ا کبر نے؟ کیا وہ مان گئے؟" دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ ایک خوف کا پہرا اور دل کچھ سہا ہوا۔ ماہ کامل بھی سننا چاہتی تھی اس لیے وہیں کھڑی رہی۔

"کچھ چھپانے کا فائدہ نہیں بیٹے! انہوں نے زمین کا مطالبہ کیا ہے اور صاف کہا ہے کہ اگر یہ مطالبہ پورا نہ ہوا تو رشتہ ختم! سو وہ ہم کر آئے۔۔" دادا کو بھائی پر غصہ تھا۔پھنکارتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔ماہ کامل کی آنکھیں گویا پھٹ گئی تھیں۔اس کے دونوں ہاتھ بے ساختہ لبوں تک آئے۔

جہاندار ششدر رہوا۔

"آپ۔۔آپ نے ایسا سوچا بھی کیسے؟" وہ پوری قوت سے چیخا۔زینت چچی اس کی آواز دوڑی چلی آئیں۔

"ہمارے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا بیٹے۔ہم نے بہت کوشش کی۔۔کافی منایا مگر وہ بھی اپنی ضد کا پکا ہے۔نہیں مان کر دیا۔اب کہتا ہے طلاق نامہ تیار کرواؤ۔ارے میں کہتا ہوں ایک زمین ہی تو ہے۔۔"

www.novelsclubb.com

جہاندار کی کنپٹی کی رگیں ابھرنے لگی۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ ایک زمین ہی تو ہے۔۔دے کیوں نہیں دیتے انہیں؟"اس نے میز پر رکھا گلاس پوری قوت سے فرش پر مارا۔چھناکے کی ایک آواز وہ فرش پر ٹوٹ کر بکھرا۔کیہان چچا کی سانسیں تھمیں۔

"جہاندار تم اپنے عشق میں بھول گئے ہو کہ وہ زمین کون سی ہے؟سالوں سے ہمارے پاس ہے اور آئے دن جو جھگڑے فساد ہوتے ہیں وہ اس زمین کو پا لینے کے لیے ہوتے ہیں۔کیسے دے دیں ہم انہیں؟"

"یعنی زمین بہت اہم ہے اپنی اولاد سے۔۔"اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔

"ہمارے لیے تم بہت اہم ہو جہاندار۔"اغگر دادا اس کے اٹھائے گئے کسی بھی عمل سے پہلے ہی اس سے خوفزدہ تھے۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ میں جانان کو طلاق نہیں دوں گا۔وہ میری بیوی ہے اور میرے پاس ہی آئے گی۔کسی میں اتنی ہمت ہے تو کوشش کر سکتا ہے۔ناکامی کی دھول چاٹنی پڑے گی۔"اس کے دھاڑنے کی آواز ساری حویلی میں گونج رہی تھی۔زینت بیٹے کی جانب لپکیں۔

وہ لمبا چوڑا وجود بے قابو تھا۔اس کی آنکھوں سے جھانکتی جنونیت میں واضح بغاوت نظر آتی تھی۔

"ہم۔۔ہم سراقہ کو بلاتے ہیں۔تم پریشان مت ہو بیٹے۔"

"میں بس ایک آخری بات کر رہا ہوں۔"یہ سب اس کے لیے ایک برا خواب جیسا تھا۔ "مجھے کسی کی موجودگی سے غرض نہیں۔۔اپنی زندگی کے فیصلہ پہلے بھی خود ہی لیے ہیں اور اب بھی خود لوں گا۔وہ میری بیوی ہے اور میں اس پر حق رکھتا ہوں۔چونکہ آپ لوگ اکبر حویلی سے تمام ناطے توڑ ہی آئے ہیں تو اب انہیں سمجھانے کا فائدا نہیں۔میں اپنی بیوی کو ان لوگوں کے درمیان سے کھینچ لاؤں گا۔میں قیس فیضان نہیں جو آپ لوگوں کے کہنے پر رشتہ ختم کر دے گا۔ان کا بیٹا ہوں۔۔جو اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہوتا۔"اس کا لہجہ مضبوط تھا۔ہاں وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔آخر کو جہاندار قیس تھا!سب کو ایک آخری گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا وہ کمرے میں بڑھ گیا۔

زینت چچی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

www.novelsclubb.com

"ابا جی یہ سب کیا ہو گیا۔" ماں تھیں۔۔بیٹے کی رگ رگ سے واقف تھیں۔اس کے فیصلے انہیں خوف دلا رہے تھے۔وہ جانتی تھیں کہ وہ اپنے ارادوں پر پورا اترے گا چاہے اسے اس کے لیے خود کو تکلیف بھی پہنچانی پڑے۔دور کھڑی ماہ کامل ابھی بھی ششدر کھڑی تھی۔خیالوں میں جانان کا تصور اسے لرزا رہا تھا۔

"یہ لڑکا کیا کہہ رہا ہے زینت۔۔اسے اغوا کرے گا؟" دادا اا خگر ہمیشہ ایک بہادر شخصیت رہے تھے مگر جب سے اس حویلی میں جہاندار پیدا ہوا تھا'ان کی بہادری کو خطرے لاحق ہو گئے تھے۔

"اغوا کیوں کرے گا ابا میاں۔۔اس کی بیوی ہے۔اور کون سا جانان اس کے بر عکس سوچتی ہے۔میں تو کہتا ہوں اگر دشمنی کی دھند پھر سے پھیل رہی ہے تو ذرا ہمیں بھی صحیح سے دشمنی نبھانی چاہئیے۔" کیہان چچا بھتیجے کی بات پر اتفاق کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ارے کیا اول فول بکے جا رہے ہو کیہان؟ جہاندار کی باتیں ہمیں خوف دلا رہی ہیں۔یہ لڑکا اپنے ارادوں پر پورا اتر کر خود کو بھی نقصان پہنچائے گا اور ہمیں بھی تکلیف دے گا۔ہم

کل ہی سراقہ کو بلاتے ہیں۔" دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتے ہوئے انہوں نے ماہ کامل کو دیکھا جو جو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی تھی۔

"کامل بیٹا۔ادھر آؤ۔وہاں دور کیوں کھڑی ہو۔" کیہان چچا نے اسے پکار کر بلایا تو وہ فق ہوتے تاثرات سے گڑ بڑائی۔

"مم۔مجھے ذرا جلدی کچن میں جانا ہے۔" وہ تیزی سے کچن میں گھس گئی۔دماغ مسلسل سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ہاسٹل میں ہونے کی وجہ سے یقیناً جانان لاعلم ہو گی۔دل غم سے پھٹ رہا تھا۔کاش کہ اس کی زندگی چندا کی طرح نہ ہو۔۔

---★★★---

کوریڈور سے گزرتے ہوئے اس نے اپنے اسٹاف ہر ایک گہری نگاہ ڈالی۔سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔کوٹ کی جیب میں لاکر کی چابی محسوس جوتے ہوئے اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

جہاندار کا شہر میں نہ ہونے کی وجہ سے اس پر کام کا زیادہ بوجھ تھا۔ایک کڑی نگاہ سب پر ڈالتا ہوا وہ دوبارہ اپنے روم کی جانب بڑھنے لگا۔یکدم ہی موبائل پر آتی کال نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"ہیلو۔۔"

"تم حویلی کب آرہے ہو؟"کیہان چچا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"فالحال کوئی ارادہ نہیں۔۔اب کی بار میں بلاوجہ خود پر کام کا بوجھ نہیں بڑھا سکتا۔"دروازہ کھولتے ہوئے اس نے ملازم کو میز پر کافی کا مگ رکھتے دیکھا۔

"حویلی کے معاملات ٹھیک نہیں۔تمہیں کل ہی لوٹنا ہوگا۔داداا خگر کا حکم ہے اور اسے ٹالنے کی بلکل کوشش نہ کرنا۔اب یہ دیکھنا تمہارا کام ہے کہ تم شہر کے لیے آج کب نکلو گے۔"ان کی آواز سخت تھی اور سراقہ جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا۔

"حویلی کے معاملات کبھی ٹھیک ہو سکتے ہیں؟"ماتھے پر گہرے بل پڑے تھے۔

"تم بھول جاتے ہو شاید کہ تمہاری ایک عدد بیوی بھی موجود ہے جس کے تم شوہر ہو۔۔ اچھا ہے اس بہانے تم بیوی کا چہرہ ہی دیکھ سکو گے۔"آہاں کیا طنز تھا۔۔جوا باًاسے مشورہ دے کر انہوں نے کال رکھ دی۔

ماہ کامل کے ذکر پر سراقہ کے دل میں اس کا خیال ابھرا اور وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔اس کی بیوی کا نام استعمال کر کے اسے بلکل اچھے طریقے سے ٹارچر کیا جارہا تھا۔وہ مٹھیاں بھینچتا ہوا کرسی پر بیٹھنے بڑھا۔

---★★★---

"یہ سب کیا ہے؟"آبرو چچی نے کچن کیبنٹ زور آواز سے بند کیا۔

"کیا؟"وہ جو پہلے تھکن سے چور تھی'بوکھلا اٹھی۔

"پہلے ہی بتادیا تھا کہ جمعرات کو کیبنٹ کی صفائی ہوگی۔کیوں نہیں ہوئی؟"

جس کی ذمہ داری آبرو نے ماہ کامل کو دی تھی وہ کام تو باورچیوں کا بھی نہیں تھا۔بغیر کوئی جواب دیے اس نے اپنا رخ چولہے کی جانب کر لیا۔

"تجھ سے کہہ رہی ہوں بد بخت !"اب کی بار وہ سلگ کر بولیں تو ماہ کامل نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔

"میں تھک گئی ہوں۔اب کل کر دوں گی ورنہ اس ٹھنڈ میں بیمار ہو جاؤں گی۔"

"اچھا ہے۔۔بیمار ہو جائے گی تو مر جائے گی ! جانے کیا گھول کر پلایا ہے اسے۔۔اب ماں کے خلاف بھی زہر اگلتا ہے۔بد چلن چندا کی طرح تو بھی زمین میں دب جائے گی تو میرے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ جائے گی۔"ان کے الفاظ سفاک تھے۔۔بے حد ظالم۔۔اس کی روح وجود سے کھینچ دینے والے۔

ماہ کامل کا کلیجہ پھٹنے لگا تو وہ الٹے قدموں سے لڑھک کر کرسی پر گر سی گئی۔آبرو نے اسے نڈھال ہوتے دیکھا اور آنکھیں پھیرتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

کسی کا ذہنی سکون برباد کے لیے الفاظ ہی کافی ہوتے ہیں۔۔ایک بار پھر آبرو کے الفاظوں نے اسے دماغی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔وہ گم صم بیٹھی رہ گئی تھی۔آنکھوں کے گرد ہلکے حلقے سے بن گئے تھے۔چہرہ پھیکا اور حلیہ بگڑا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

جانے ان کے وجود میں اتنی کڑواہٹ کیوں تھی۔وہ نفرت ہی بانٹنا جانتی تھیں۔

ماہ کامل چاہتی تو انہیں خاموش کرواسکتی تھی مگر وہ ابھی ان حویلی والوں کے رحم و کرم پر تھی۔ یہاں سے نکلنا گزرتے دنوں کے ساتھ جتنا ضروری تھا اتنا ہی ناممکن بنتا جا رہا تھا۔

بدر عالم سے ملاقات ہوئے بھی کافی وقت گزر چکا تھا۔ محسوس ہوتا جیسے ایک عرصہ ہی بیت گیا ہو۔ دن ڈھل رہا تھا اور رات پھیل رہی تھی۔ ٹھنڈ محسوس کرتے ہوئے اس کے بدن میں کپکپاہٹ دوڑی۔ پانی سے کپڑا گیلا کر کے وہ صرف دو ہی کیبنٹ صاف کر سکی۔ بڑھتی سردی اور ٹھنڈے پانی نے اسے چھینکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ بچپن سے یوں ہی حساس رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی موسم سرما آتا وہ خود کا مکمل دھیان رکھتی۔

"اللہ پوچھے آبرو بیگم سے۔۔ بھلا یہ پانی سے دھونے کا کام رات میں کہاں ہوتا ہے بی بی۔۔ آپ بیمار ہو جائیں گی۔" خیرو کے یہ الفاظ سنتے ہوئے وہ مبہم سا مسکرائی۔ چلو کسی کو تو اس کا خیال تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں سب کچھ کر لوں گی۔ سارے کام کر سکتی ہوں۔ بس مجھے سکون چاہیئے۔ اگر سکون ایسے حاصل ہو رہا ہے تو ایسا ہی سہی۔۔ اچھا ہے۔۔ بیمار ہو جاؤں گی تو کچھ وقت کے لیے

جسمانی مشقت تو نہیں اٹھانی پڑے گی۔"ناک سر سر کر رہی تھی مگر وہ مطمئن نظر آتی تھی۔چند دنوں سے خیر واس کی رات کے کھانے میں کافی مدد کر دیا کرتا تھا۔

جہاندار سب کچھ دیکھتا تھا مگر آبرو سے منہ ماری کرنا بیکار تھا۔۔البتہ اسے سراقہ پر غصہ تھا جو بیوی کو اس حال میں چھوڑ کر شہر میں زندگی گزار رہا تھا۔

دادا اخگر کی موجودگی میں اس نے چند نوالے ہی کھائے تھے۔اس کی بگڑتی طبیعت انہوں نے محسوس کی تھی جس پر وہ کافی پریشان بھی نظر آتے تھے۔

"تمہیں ٹھنڈ لگ گئی ہے؟"انہوں نے بیتابی سے پوچھا۔

"جی۔۔دراصل میں بچپن سے ہی حساس ہوں۔سردیاں مجھے کافی متاثر کرتی ہیں اور ہر بار میں یوں ہی بیمار ہو جایا کرتی ہوں۔"اب بھلا اس کے پیچھے کی وجہ بتا کر وہ آبرو کو کچھ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹی اپنا خیال رکھو۔ہمیں فکر رہتی ہے تمہاری۔۔خیر وسے بول کر ہم تمہارے لیے سوپ بنواتے ہیں۔سویرا ہونے تک اپنے کمرے میں ہی آرام کرنا۔"ان کے شفقت بھرے لہجے نے ماہ کامل کا دل نرم کرنا چاہا مگر وہ بے تاثر ہی بیٹھی رہی۔

"جی۔۔" البتہ اس نے داداا خگر کی بات پر عمل ضرور کیا تھا۔ وہ نماز ادا کر کے رضائی میں گھس گئی تھی۔ ہتھیلیاں آپس میں رگڑتے ہوئے اس نے دروازے پر ہوتی دستک پر اجازت دی۔

"آجاؤ۔"

اس کی آواز پر ملازمہ نے دروازہ کھول کر ٹرے آگے کی۔

"اسے کہاں رکھوں کامل باجی؟"

"مجھے دے دو۔۔" اس کے ہاتھ سے لے کر اس نے ملازمہ کو باہر جاتا دیکھا اور دروازہ لاک کر کے ہیٹر کھول دیا۔ گلے میں ہلکی خراش اور اندرونی بخار محسوس ہونے لگا۔ ماحول میں دوبارہ خاموشی پھیل گئی۔ سوپ سے بھرا چمچہ منہ سے لگایا تو زبان پر اس کا ذائقہ محسوس کر کے وہ مزے سے آنکھیں موند گئی۔ خیرو کے ہاتھ میں بے حد ذائقہ تھا۔

گلے کو سکون حاصل ہونے لگا۔ ہیٹر نے ماحول میں گرماہٹ پیدا کر دی۔ سوپ کا خالی پیالہ ٹرے میں رکھ کر اس نے سائیڈ میز پر رکھا اور بستر پر لیٹ گئی۔ بستر کے اس حصہ پر سراقہ ہی سوتا تھا جبکہ دوسرا حصہ خالی ہی رہا کرتا تھا۔ اسے یہ جگہ پسند تھی کیونکہ کمرے کا

دروازہ اس طرف سے نزدیک تھا۔ رضائی چہرے تک اوڑھتے ہوئے وہ آنکھیں موند گئی۔ دن بھر کی تھکاوٹ سے اگر کوئی فائدہ ہوا تھا تو وہ نیند کا تھا۔ اسے لیٹتے ہی نیند نے آ لیا تھا۔ وہ آنے والے وقت سے بے خبر اطمینان سے سو گئی۔

---★★★---

سویرا ہر سو پھیل گیا تھا۔ سات بجے کا الارم بجا تو اس کی نیند ٹوٹ گئی۔ رضائی چہرے سے ہٹا کر اس نے ارد گرد دیکھے بنا میز پر رکھا موبائل اٹھایا اور الارم بند کرنے لگی۔ کھڑکیوں پر بھاری پردے ہونے کے باعث کمرا روشن نہ تھا۔ اسے ہیٹر کا خیال آیا تو ریموٹ اٹھا کر بند کرنا چاہا جب ہیٹر کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ ہیٹر پہلے سے بند تھا جبکہ وہ خود کھول کر سوئی تھی۔ ماہ کامل تیزی سے اٹھ کر بیٹھی۔ وہ ابھی ارد گرد دیکھتی ہی کہ اس نے بستر کو ہلتے ہوئے محسوس کیا۔ نگاہیں تیزی سے سہمتے ہوئے برابر کو اٹھیں اور ششدر رہ گئیں۔ وہ چیخ کر خوف کھاتے ہوئی اٹھنے لگی تھی جب رضائی میں پاؤں پھنسنے کی وجہ سے لڑکھڑا کر زمین پر گر گئی۔ برابر لیٹا وجود ہڑبڑا کر اس کی چیخ پر چیختا ہوا اٹھ کر بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

ماہ کامل کی آنکھیں دہشت اور بے یقینی سے پھٹی ہوئی تھیں۔اس نے تیزی سے برابر ہاتھ بڑھا کر لیمپ جلایا۔

"آپ؟" وہ چیخی۔۔پہلا اس کی موجودگی پر حیرانگی۔۔اور دوسرا اسے ایک ہی بستر پر دیکھنے کی بے یقینی۔۔

"اگلی بار مجھے دیکھ کر یوں چیخی تو منہ پر تکیہ رکھ دوں گا۔" سراقہ کیہان نے دانت پیس کر دھمکی دی۔وہ خود بھی اس کی چیخ پر سہم چکا تھا۔بال بکھر کر آنکھوں کے آگے تھے۔ماہ کامل کی نگاہ اس کی ٹی شرٹ کی آستینوں سے نکلتے بھرے بھرے بازوؤں پر جمنے لگی جن پر مسلز کی واضح لکیریں محسوس ہوتی تھیں۔اس نے نگاہیں چرائیں۔

"آپ کب آئے؟" آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔

"پانچ بجے آیا تھا۔مجھے صوفے پر نیند نہیں آتی تو بستر پر ہی لیٹ گیا۔" ماتھے پر گہرے بل تھے۔وہ چڑ کر کہتا ہوا دوبارہ اوندھا لیٹ گیا۔"سوچا کہ چند گھنٹے کی نیند لے لیتا ہوں مگر تمہارا مجھے دیکھ کر چیخنا واجب ہے!" نیند میں ہونے کی وجہ سے آواز مزید بھاری ہوگئی تھی۔

ماہ کامل اس کو دیکھتے ہوئے ٹھنڈے فرش سے اٹھی۔

"آپ مجھے اٹھا دیتے۔۔میں صوفے پر لیٹ جاتی۔" اسے بہت برا لگنے لگا۔کاش وہ تھوڑا جلدی آجاتا تو اسے اندازہ ہو جاتا۔۔پھر وہ کبھی بستر پر نہ لیٹتی۔

"اب اتنا بھی ظالم نہیں میں۔۔"آواز ابھری تھی اور پھر خاموشی چھا گئی۔نہ وہ بولا اور نہ ماہ کامل نے کچھ کہا۔

"اور ہاں!" سراقہ کو یکدم ہی کچھ یاد آیا تو سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔"ہیٹر ساری رات کھول کر نہ رکھا کرو۔جب کمرا گرم ہو جائے تو بند کر دیا کرو ورنہ کسی دن کسی نقصان کے زد میں آجاؤ گی۔ایک بار پہلے بھی وہ جل چکا ہے اور آگ پردوں پر لگ گئی تھی۔" کہہ کر اس نے کروٹ لی اور آنکھیں موند گیا۔ماہ کامل کی تو جیسے زبان ہی گنگ ہو گئی تھی۔اس کا ذہن ابھی تک اس بات پر اٹکا ہوا تھا کہ کچھ دیر قبل وہ دونوں ایک بستر پر سو رہے تھے۔ماہ کامل کو خود پر حیرت ہوئی کہ اس کی آمد سے کیوں نہ جاگ سکی حالانکہ اس کی نیند کبھی اتنی گہری نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

گلے کی خراش اب بھی جاری تھی اور اب تو ہلکی پھلکی کھانسی کا بھی قیام تھا۔اسے جو لگتا تھا کہ وہ صبح ہونے تک ٹھیک ہو جائے گی 'سب کچھ اس کی سوچ کے بر عکس ہوا تھا۔

وضو کرنے کے لیے ٹھنڈا پانی استعمال کرنا محال تھا۔چونکہ طبیعت خراب تھی تو اس نے تیمم کر لیا۔آج بھی بیماری کی وجہ سے فجر نکل گئی تھی۔ قضاادا کر کے اس نے اپنے بال سنوارتے ہوئے سراقہ کو دیکھا جو ارد گرد سے بیگانہ گہری نیند میں تھا۔لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ آگیا تھا۔۔وہ اس کے پاس آگیا تھا۔۔

نجانے اس بار اس کے جانے سے پہلے کیا تبدیلیاں آنے والی تھیں۔

---★★★---

توے پر پراٹھا پلٹتے ہوئے اس نے گھی لگایا۔ناک مسلسل سر سر کر رہی تھی۔

"آپ کی مدد کروا دوں ؟"خیر واس کے پاس آیا تھا مگر چاہ کر بھی وہ اسے روک نہ سکی تھی۔

"چچی نے دیکھ لیا تو تمہیں تو کچھ نہیں بولیں گی البتہ مجھے چیر پھاڑ دیں گی۔کیوں نہ ہم ماحول میں سکون بر قرار رکھیں ؟"اگر آبر و لاؤنج میں نہ ہوتی تو وہ اس سے ضرور اپنی مدد کرنے کا

کہتی۔"تم یہ چائے انہیں دے آؤ۔"اس نے تشتری اس کی طرف دھکیلی۔ صبح سویرے سب سے پہلے وہ آبرو کی چائے بناتی تھی۔

وہ باہر کی طرف بڑھنے لگا جب ماہ کامل نے کچھ سوچتے ہوئے اسے روکا۔

"خیر و!"

"جی بی بی۔"

"زینت چچی اب تک نیچے کیوں نہیں آئیں؟"وہ ذرا سا حیران ہوئی تھی کیونکہ وہ ہمیشہ اس سے قبل ہی اٹھ جایا کرتی تھیں۔

"ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔۔جہاندار بھائی کی وجہ وہ اپنی طبیعت خراب کر بیٹھی ہیں۔ کہہ رہی تھیں کہ اندرونی بخار نے آلیا ہے۔"وہ اسے آگاہ کرتا ہوا باہر بڑھ گیا جبکہ وہ زینت چچی کے بارے میں سوچتی رہ گئی۔جہاندار اور جانان کی کہانی جانے کہاں تک جانے والی تھی۔

اسے یاد تھا کہ سراقہ کافی پیتا ہے اس لیے اس سے پوچھنے کے بجائے وہ خود سے بنانے لگی۔ پراٹھے ایک جانب رکھتے ہوئے اس نے فرائنگ پین چولہے پر چڑھایا اور فریج سے انڈے نکال کر لے آئی۔

ناشتہ تیار ہونے کے بعد اس نے خیرو کی مدد سے میز پر سجادیا تھا۔

"دادا کہاں ہیں؟" سراقہ کو وہ ناشتے کی میز پر نظر نہ آئے تو پوچھ بیٹھا۔

"میں نے انہیں صبح ہی ناشتہ دے دیا تھا۔" وہ ساڑھے سات تک لازمی ناشتہ کر لیتے تھے۔

"تم نے؟" اس نے بھنویں اچکائیں۔ سرمئی شرٹ کی آستینیں اس نے کہنیوں تک چڑھائیں۔

"جی۔" وہ نگاہیں جھکا کر سب کی پلیٹ میں پراٹھے رکھنے لگی۔

"چھوڑ دو۔ سب اپنے پراٹھے خود لے لیں گے۔ دوسروں کا یہ کام کرنا تمہاری ذمہ داری نہیں!" اس نے وہیں ٹوکا تو ماہ کامل نے اس کا چہرہ دیکھا جہاں تاثرات بے حد عام سے تھے۔ ہاٹ پاٹ سے پراٹھا نکالتے ہوئے اس نے سراقہ کی پلیٹ میں رکھا۔ وہ گزرتے

www.novelsclubb.com

وقت کے ساتھ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ جس طرح وہ اپنائیت کا اظہار کرتا، اس کا خیال رکھتا اور اس کے حق میں بولتا۔۔اس پوری حویلی میں صرف وہ اپنا اپنا سا محسوس ہونے لگا۔

"میں خود بھی لے سکتا تھا۔" اس نے کندھے اچکائے اور برابر میں بیٹھ گیا۔

"آبرو چچی نے پہلے ہی روز کہہ دیا تھا کہ ان کا بیٹا میری ذمہ داری ہے اور یہ کہ اس کا کھانا پینا بھی میں ہی کروں۔ میں بس وہ ذمہ داری نبھا رہی ہوں۔" اگر وہ یہ بات مسکرا کر کہتی تو سراقہ شاید دیوانہ ہو جاتا مگر اس کے تاثرات بھی عام تھے۔۔ لیکن ان عام لفظوں میں کچھ خاص تھا۔ وہ اس کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا۔

"تم تو دیوانی ہو گئی ہو گی؟" مسکراتے ہوئے اس نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

"دیوانی کیوں؟" وہ نا سمجھی میں بولی۔

"صبح اپنے برابر ایک ہینڈسم مرد کو سوتے دیکھ کر کوئی بھی لڑکی دیوانی ہو سکتی ہے۔ تم بھی ہو گئی ہو گی!" وہ اب کی بار پوچھ نہیں رہا تھا۔۔

ماہ کامل نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ آج سے پہلے اس نے کسی مرد کو اپنی خوبصورتی پر یوں اتراتے نہیں دیکھا تھا۔ اس کے دیکھنے کے زاویے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"آپ پہلے تو کبھی ویک اینڈ کے علاوہ حویلی نہیں آئے۔ پھر یوں؟" اب کی بار وہ نگاہیں ملانے سے کترائی۔

"میں تو کبھی نہ آتا اگر دادا اا خگر نہ بلا لیتے۔" سراقہ کافی کو انجوائے کر رہا تھا جب ماہ کامل کے دل میں کچھ ہوا۔ کیا وہ اس کے لیے بھی نہ آتا؟ کیا اسے شہر میں ماہ کامل کا خیال بھی شہر نہیں آتا تھا؟

"جہاندار کہاں ہے؟ زینت چچی بھی نظر نہیں آ رہیں؟" اس نے میز پر بیٹھتے کیہان چاچو سے پوچھا تو وہ لب بھینچ گئے۔

"جہاندار کل سے اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا۔ وہ لڑکا کتنے غصے والا ہے! کل جو کچھ ہوا اس کے بعد زینت نے اپنی طبیعت خراب کر لی ہے۔ وہ کمرے میں ہے۔" ان کی بات کو غور سے سنتا سراقہ ٹھٹکا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا ہے؟"

"پوچھ لو جہاندار سے! ہم تو اب تھک گئے ہیں ہر ایک کو نئے سرے سے کہانی سناتے سناتے!" وہ بے بسی سے بولتے ہوئے پراٹھے کا لقمہ توڑنے لگے۔اس نے لب بھینچ کر بیوی کو دیکھا۔

"تم ہی بتادو!" لہجہ کوفت زدہ تھا۔ماہ کامل نے بڑبڑاتے ہوئے اسے دیکھا اور پلکیں تیزی سے جھپکتے ہوئے نیچے کر لیں۔تو یہاں سے بھی جواب کی کوئی امید نہیں تھی۔وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

---★★★---

وہ اپنے پیپرز سے مکمل فارغ ہو چکی تھی اور اب رزلٹ کا انتظار کرنے مزید چند دن ہاسٹل میں ٹھہرنا تھا۔کل سارا دن آرام کرنے کے بعد اسے جہاندار کا خیال آیا جس سے اس کی بات آخری پیپر سے قبل ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ جہاندار کو کال ملانے ہی لگی تھی جب شہاب کی کال پر موبائل بجنے لگا۔

"اسلام علیکم۔"اس نے دھیما سا مخاطب کیا۔

"وعلیکم السلام۔میں تمہیں لینے آرہا ہوں۔راستے میں ہوں!سامان تیار کر لو۔" وہ شاید ڈرائیونگ کر رہے تھے۔جانان چونکی۔

"بابا کیا ہوا؟ابھی کیوں؟مجھے رزلٹ کا انتظار کرنا ہے۔" اسے یوں ان کے اچانک آنے کی وجہ سمجھ نہ آئی۔

"بس یوں ہی۔۔" شہاب کا لہجہ تھوڑا ہڑبڑایا ہوا تھا۔وہ اسے کسی خدشے میں مبتلا کر رہے تھے۔

"میں جہاندار کے ساتھ آجاتی۔وہ شہر میں ہی ہوں گے۔چند دنوں پہلے کہہ رہے تھے کہ جلد حویلی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" اسے کچھ نہ سمجھ آیا۔

"جہاندار شہر میں نہیں ہے جانان!" ان کا لہجہ مضبوط تھا مگر دھیما۔۔" وہ حویلی پہلے ہی چلا گیا تھا۔میں پہنچنے کو ہوں۔تم اپنا سامان تیار رکھو!چند دنوں کی چھٹی لے کر نیچے آجاؤ۔" انہوں نے کہتے ساتھ ہی کال رکھ دی۔جانان بوکھلا گئی۔بھلا اتنی اچانک سے بغیر اطلاع کیے یوں آجانا۔وہ کچھ نا سمجھتے ہوئے اپنا بیگ باندھنے لگی۔

---★★★---

"کیا ضروری ہے کہ مجھے یوں بار بار حویلی کے مسلوں کو سلجھانے کے لیے حویلی بلایا جائے؟" اسے یہ بات اب بھی غصہ دلا رہی تھی۔دادا کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"بلکل نہیں! تم اب بھی جا سکتے ہو سراقہ۔۔" جہاندار کی سخت آواز ابھری تھی اور وہ اس کے مزاج کی سختی محسوس کرتے ہوئے ٹھٹک اٹھا تھا۔اس نے جہاندار کا حلیہ بغور دیکھا۔وہ کل کے بعد اب دوپہر میں کمرے سے نکلا تھا۔بال بکھرے ہوئے اور چہرہ کے تاثرات وحشت زدہ۔۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں جیسے وہ کسی تکلیف میں ہو۔ماتھے پر بل گہرے بل نمودار ہونے لگے۔

"کیا ہوا ہے؟سب ٹھیک ہے؟" اس نے ماحول کی سنگینی محسوس کی۔

دادا اخگر نے اسے دیکھتے ہوئے لب بھینچ لیے۔اب یہ سب دوبارہ زبان سے ادا کرنا کون سا آسان تھا۔

"اکبر حویلی والوں نے جہاندار کو حکم دیا ہے کہ وہ جانان کو طلاق دے۔ایک بار پھر زمین کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ہم کیسے وہ مطالبہ پورا کر سکتے ہیں جس کے لیے ہم برسوں سے لڑ رہے

www.novelsclubb.com

ہیں؟"دادا اخگر خود بھی بے حد غصے میں معلوم ہوتے تھے۔ہاں یہ وہی زمین تھی جس کے لیے دادا اخگر نے اپنی بیٹی کو بھی قربان ہوتا دیکھا تھا۔۔وہ ان کے لیے بے حد معنی رکھتی تھی۔

سراقہ ششدر رہوا۔اس کے تاثرات نارمل نہیں تھے۔کافی لمحے گم صم رہنے کے بعد اس نے جہاندار کو دیکھا جو بپھرا بیٹھا تھا۔

"میں ماضی کو دوبارہ دہراتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا۔"سراقہ نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تو کیا کریں!دے دیں زمین؟کر دیں ان کا مطالبہ پورا؟وہ زمین صرف اخگر حویلی والوں کے حصہ میں آئی تھی۔ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔"وہ گرجے تو جہاندار نے بے چینی سے پہلو بدلا۔"اس لڑکے کو سمجھاؤ کے محبت کے چکروں میں حویلی کے اصول نہ بھولے۔۔جو بھی ہے طلاق دے دلا کر بات کو ہی ختم کر دو۔"جتنے رشتے آج تک ٹوٹے تھے اس کے بعد تو دادا اخگر کو ذرا فرق نہیں پڑتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"طلاق؟" وہ ہنس پڑا۔ سراقہ نے ایک نئے ہنگامے کے لیے خود کو تیار کیا۔ "طلاق نہیں ہو گی! اگر آپ لوگ عزت کے ساتھ رخصتی نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔ رخصتی کے لیے مجھے کسی کی ضرورت نہیں! میں شوہر ہوں اور وہ میری بیوی ہے۔۔ میں خود لے آؤں گا۔"

دادا اخگر کی رنگت سفید پڑی۔

"ایک آخری بار کہہ رہا ہوں۔ مجھ سے آئندہ طلاق کا ذکر نہ کیا جائے۔ جانان جہاندار کی بیوی ہے اور اس کی ہی رہے گی۔ آپ لوگوں کو یہ سب مذاق لگتا ہے؟ نکاح اپنی مرضی سے کروایا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ختم بھی آپ کی مرضی پر ہو گا؟ وہ میرے لیے کیا معنی رکھتی ہے آپ لوگ کبھی نہیں سمجھ سکتے۔۔" یکدم ہی غصہ حاوی ہوا اور اس نے کانچ کا گلاس فرش پر پوری قوت سے پھینک کر مارا۔ کرچیاں ٹوٹ کر پھیلنے لگیں۔ دادا سے چائے کا پوچھنے آتی ماہ کامل کانچ سے زخمی ہو جاتی اگر سراقہ اس کا بازو تیزی سے پکڑ کر اپنی جانب نہ کھینچتا۔ جہاندار جنونیت میں ارد گرد سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہوش میں آؤ جہاندار!" سراقہ نے اسے ڈپٹا۔

"تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ میں ہوش میں نہیں؟ کیا تم دادا کی بات پر اتفاق کرتے ہو؟ کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ میں اسے طلاق دے کر اپنی خوشیوں کا قتل کر دوں؟" آنکھیں پھاڑ کر ششدر انداز میں کہتا ہوا وہ اس کے نزدیک بڑھا۔

"دیکھو یہ معاملات ہمیں سمجھداری سے سلجھانے ہوں گے۔" ماہ کامل کو اپنے پیچھے کرتے ہوئے وہ جیسے اس کی حفاظت کر رہا تھا۔

"کیا تم مجھے بھی طلاق دینے کا مشورہ دو گے سراقہ؟ آج فسادات کا آغاز ہو گیا ہے اور کل تم دیکھنا۔ دادا اکبر تمہیں بھی ماہ کامل کو طلاق دینے کا کہیں گے کیونکہ یہی تو ہوتا آیا ہے۔ ہم اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ ہمارے لیے رشتے معنی ہی نہیں رکھتے۔ میں کسی سے یہاں مشورے نہیں لینے آیا۔ بس بتانے آیا ہوں کہ اگر اکبر حویلی والے چند دنوں میں نہ مانے تو میں اپنی بیوی کو لے آؤں گا۔" اس کے لہجے کی مضبوطی خطرے کی علامت تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک ایک لفظ بھرپور یقین سے کہہ رہا تھا اور وہاں موجود سب لوگ جانتے تھے کہ جہاندار دھمکی نہیں دیتا۔۔ سیدھا اپنی بات پر اتر کر دکھاتا ہے۔ وہ ایک گہری نگاہ دادا اخگر پر ڈالتا ہوا باہر نکل گیا۔

ماہ کامل سے طلاق والی بات پر سراقہ کا دل کسی نے مٹھی میں قید کیا۔وہ خود بھی ششدر تھی۔اس نے مڑ کر بیوی کو دیکھا جو جہاندار کے رویے سے پہلے ہی سہمی کھڑی تھی۔اس کا غصہ بے حد تیز تھا اور آواز اتنی ہی بلند۔۔

"وہ لڑکی اس حویلی میں نہیں آئے گی۔" دادا اا خگر جواباً چیخے۔

"ٹھیک ہے۔۔میں اسے شہر لے جاؤں گا۔" باہر سے آواز ابھری تھی اور وہ جاچکا تھا۔

سراقہ اب تک حالات کی زد میں کھڑا خاموش تھا۔الفاظ گویا سرے سے ہی ختم ہو گئے۔

"یہ لڑکا دیوانہ پاگل ہے۔اسے کسی بھی غلط قدم اٹھانے سے روکو۔" وہ تھک چکے تھے۔

حالانکہ کیہان چاچا اندر داخل بھی ہوئے تو منہ سے کچھ نہ بولے کیونکہ اس معاملے میں بولنا بیکار تھا۔وہ خود جہاندار کو یہ قدم اٹھانے سے روکنا نہیں چاہتے تھے۔اس لیے نہیں کہ جہاندار جانان کے لیے دیوانہ ہے' بلکہ اس لیے کہ جہاندار کا یہ قدم اٹھانے کے بعد اکبر حویلی میں جو کہرام مچے گا وہ انہیں کافی حد تک مطمئن کرنے والا تھا۔اب دشمنی بھی تو بھلے طریقے سے نبھائی جائے۔۔

"آپ کیوں خاموش ہیں؟" سراقہ نے بھنویں اچکاتے ہوئے بغور دیکھا۔

"میں کہوں گا تو اباجی کو اچھا نہیں لگے گا۔" انہوں نے تو کندھے اچکا لیے۔ دادا ا خگر نے انہیں بے حد غصے سے گھورا تو کیہان چچا گڑبڑائے۔

"یہ خاموش رہے تو ہی بہتر ہے!" انہوں نے منہ پھیر لیا۔

"ارے بھئی میں کیا کہہ رہا ہوں کہ جہاندار جو چاہتا ہے اسے کرنے دیں۔ اکبر حویلی والوں کو بھی پتا چلنا چاہئیے کہ ہمارے مرد اتنے کمزور نہیں۔۔ ہمیں جہاندار عزیز ہے۔ پہلے ان کے مرد نے کرتب دکھائے تھے اب ذرا ہماری حویلی کا مرد بھی انہیں تیور دکھائے۔۔" ان کا اشارہ شاداب کی جانب تھا۔ لہجہ طنزیہ ہو گیا۔ ماہ کامل خاموش سہمی کھڑی رہی۔

"میں اس سے بات کرتا ہوں۔ یہ معاملہ بے حد سنگین ہے دادا۔ میں خود بھی یہ سب نہیں چاہتا۔ جانان میرے لیے صرف بھابھی نہیں بلکہ بہن بھی ہے۔ جہاندار کا نقصان میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ طلاق کوئی کھیل ہے کیا جو جب چاہا دے دی؟ ہم دوسرے طریقے سے اس کا حل نکالیں گے۔" سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔ ماہ کامل کو لگا جیسے اس کے دل کی بات کر رہا ہو۔ وہ اسے غور سے سننے لگی۔

"میں دادا اکبر سے بات کروں گی۔" اس نے اپنی خاموشی توڑی۔ موجود تمام افراد نے تیزی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ میری بات نہیں ٹالا کرتے۔۔ میں انہیں مناؤں گی۔" اسے اپنے دادا اکبر سے ڈھیروں امیدیں تھیں۔ وہ کبھی جانان کہ خوشیوں کو راکھ نہیں کر سکتے۔ آواز قدرے دھیمی تھی اور تاثرات حساس تھے۔ سراقہ نے اس کے چہرے پر آنے والے وقت سے خوف کے تاثرات پائے۔

"کیا تم واقعی ایسا کر سکو گی؟" سراقہ کے لیۓ سب سے پہلے ماہ کامل اہم تھی۔ وہ اسے کسی قسم کے ذہنی دباؤ اور اسٹریس کا شکار نہیں کر سکتا تھا۔ ایک شوہر ہونے کی حیثیت سے اس نے گہرائی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"جہاندار بھائی کا فیصلہ جذباتی ہے۔ یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔" وہ ایک اور چند ااور شاداب نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ "میں دادا اکبر کو سمجھاؤں گی۔"

"اور اگر وہ نہ سمجھے؟" کیہان نے خدشہ پیش کیا۔

"پھر میں جہاندار سے اسی کے متعلق تفصیل سے بات کروں گا۔" آگے کا معاملہ گویا سراقہ نے دیکھ لیا۔ دادا اخگر کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیلے۔

سراقہ کے لبوں پر اسے دیکھتے ہی مسکراہٹ ابھری۔ جس طرح ماہی نے آج اس کا ساتھ دیا تھا وہ اسے پہلے سے بڑھ کر اچھی لگنے لگی تھی۔

---★★★---

لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے اس نے وہاں سب بیٹھے سب لوگوں پر نگاہ دوڑائی۔ ایک عجیب اور الجھی نگاہ۔۔ حالات کچھ منفرد محسوس ہو رہے تھے۔

"اسلام علیکم۔" دھیرے سے سلام کرتی ہوئی وہ نزدیک آئی۔

"وعلیکم السلام۔ کیسی ہے میری بیٹی؟" دادا اکبر اسے دیکھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ جانان نے انہیں دیکھنے کے بعد سلیم کو دیکھا جس کے تاثرات سپاٹ تھے۔ وہ اسے ایک نظر گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا برابر سے باہر نکل گیا۔ جانان نے باپ کو دیکھا جو اس سے نگاہیں نہیں ملا رہے تھے۔

"تم آرام کر لو۔ تھکی ہوئی ہو گی۔" نیلی کی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کروایا۔ وہاں سب کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے وہ اپنا بیگ اٹھا کر کمرے میں بڑھ گئی۔ اس نے موبائل کی اسکرین روشن کی تو جہاندار کی جانب سے موصول ہوئیں کالز دیکھ کر مزید سوچ میں پڑ گئی۔ جانے کیا معاملات تھے۔

---★★★---

"مجھے جہاندار بھائی کے ارادوں سے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ میں اپنی بہن کے حق میں برا بھی نہیں چاہتی کہ اسے طلاق ہو جائے اور نہ یہ چاہتی ہوں کہ جہاندار بھائی اتنا بڑا قدم اٹھائیں۔ کیا معاملات کسی بھلے طریقے سے سلجھ نہیں سکتے؟ اور اگر نہ سلجھے تو شاید جہاندار بھائی کا یہ قدم اٹھانا ہی درست ہو گا۔ وہ شوہر ہیں۔۔ مگر ان میں اور دوسرے مردوں میں فرق اتنا ہے کہ وہ اپنے ارادوں کے سچے اور اپنے فیصلوں کے مضبوط مرد ہیں۔ وہ جانان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے مگر وہ تو مرد ہیں نا۔۔ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی کوئی انہیں بری نگاہ سے نہیں دیکھے گا مگر جانان سب کی نظروں میں ویسی ہی ہو جائے گی جیسے آج چندا ہے۔ حالانکہ چندا اور شاداب کے درمیان بھی رشتہ حلال تھا اور جانان اور جہاندار بھی میاں بیوی ہیں جو ایک دوسرے پر پورا حق رکھتے ہیں۔ مگر لوگ کچھ کہنے سے

www.novelsclubb.com

پہلے سوچتے نہیں ہیں۔۔جو رشتہ اللہ نے حلال کیا اس کو حرام بنا کر پیش کرتے ہیں۔"

یکدم ہی اسے کھانسی آئی تو اس نے کتاب پر چلتا ہاتھ روک لیا۔

اس کے کھانسنے کی آواز پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔جب سے وہ آیا تھا کبھی اسے سر سر کرتے دیکھ رہا تھا تو کبھی کھانستے دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"

اب وہ کیا بتاتی کہ یہ سب گزری رات ٹھنڈ میں کیبنٹ دھونے کا نتیجہ ہے۔

"جی۔"

"صبح سے نڈھال کیوں لگ رہی ہو پھر؟" وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی اور سراقہ بستر پر مسہری سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" ہلکے پھلکے بخار سے اس کی آنکھیں پھر سے جل رہی تھیں۔

ڈائری بند کرتے ہوئے اس نے سائیڈ میز پر رکھ دی۔سراقہ نے کن انکھیوں سے اس کی ڈائری کو دیکھا تھا۔

"تم کتاب یوں ادھوری چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔" وہ اسے کمرے سے باہر جانے سے روک رہا تھا۔ماہ کامل نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"مجھے کھانا بنانا ہے۔" یاد دلایا گیا۔

"خیر و مدد کروانے کچن میں آئے گا تو تمہیں نہ پا کر خود ہی بنالے گا۔۔"لیپ ٹاپ کے کیبورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلنے لگیں۔اب وہ اسے کیا ہی بتاتی کہ پچھلی بار دیے گئے اس کے آرڈر پر کچھ کام نہ ہو سکا۔۔آبرو چچی نے رحم پھر بھی نہ کھایا۔

"مجھے جانا ہے۔" خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے اس نے پیلے رنگ کا ڈوپٹہ سر پر رکھا۔نہ بدن پر کوئی سوئیٹر تھا اور کوئی ایسی چیز جس سے وہ خود کو گرم رکھ پاتی۔

"سوئیٹر یا کوئی جیکٹ پہن لو۔۔ باہر بہت سردی ہے۔"اس نے ٹوکا مگر ماہ کامل کے پاس صرف شال کا انبار تھا۔اور شال اسے کام کے دوران ٹوکتی تھی۔اسے دیکھتی ہوئی وہ باہر نکلنے لگی جب سراقہ کی آواز ذرا بلند ہوئی۔

"تمہیں میری آواز نہیں آتی یا تم سننا ہی نہیں چاہتی؟"آواز کی سختی نے ماہ کامل کو پھر تیزی سے پلٹنے پر مجبور کیا۔

"میرے پاس نہ کوئی سوئیٹر ہے اور نہ کوئی جیکٹ! اور شال کام کے آڑے آتی ہے۔اس میں کوئی بڑی بات نہیں سراقہ۔۔میں آپ کے لیے کافی بھیجتی ہوں۔"اس کا لہجہ ہمیشہ کے برعکس بے حد نرم ہو گیا تھا۔سراقہ ٹھٹکا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ماہ کامل نے اس کے شہر جانے کے بعد اسے بہت یاد کیا تھا۔اس نے اپنے ٹھنڈے ہاتھوں کو دیکھا جو ہیٹر چلنے کے باوجود بھی گرم نہیں ہوئے تھے۔ماہ کامل اس ٹھنڈ میں کام کرنے جا چکی تھی۔پھر وہ یہاں کیسے رکتا؟دل براہونے لگا تو پیشانی کو انگلی سے مسلتا رہ گیا۔

---★★★---

"سب ٹھیک ہے نا نیلی؟"وہ اب کچن میں نیلی کے پاس کھڑی تھی۔

نیلی نے مڑ کر اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھا۔

"کیوں کچھ ہونا تھا؟"انہوں نے پرانا رویہ اپنایا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں یاد ہے نا کہ تم جھوٹ نہیں کہتی نیلی۔۔"اس نے یاد دلانا چاہا۔آنکھوں نے نیلوفر کی نیلی آنکھوں جھانکا۔نیلی نے ادھر ادھر نگاہیں کر لیں جیسے گھبرا رہی ہو۔جب کچھ حاصل نہ ہوا تو رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"مجھے الجھاؤمت جانان۔ میرا دل پہلے ہی اداس ہے۔" دل میں ٹھیس اٹھ رہی تھی۔

"ایسا کیوں؟"

نیلی یکدم ہی پلٹی۔ جانان کی نگاہ اس کی نم آنکھوں پر پڑی تو پتلیاں ساکت رہ گئی۔

"اللہ تمہارا نصیب بہت اچھا کرے جانان۔" آواز بھیگنے میں ذرا وقت نہ لگا۔ آنسو صاف کرتے ہوئے وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ آج سب کچھ معمول کے برعکس ہو رہا تھا۔ رویے لہجے سب تبدیل ہو چکے تھے۔ وہ جب سے آئی تھی سلیم اس کی موجودگی سے کترا تا رہا تھا جیسے سامنا نہ کرنا چاہتا ہو۔

اس نے شاداب چچا کو بھی دیکھا جو جن کے چہرے غم کا سایہ تھا۔ شہاب کمرے میں تھے اور شاہانہ بھابھی کچھ غصے میں۔۔ خیر ان نے بتایا تھا کہ احب بھائی اور شاہانہ بھابھی کے درمیان کے حالات ٹھیک نہیں۔۔ نہ جانے ان چند دنوں میں حویلی والوں کے مزاج اتنے بدل کیوں گئے تھے۔۔

---★★★---

چاولوں کا پانی پھینک کر اس نے دیگچی چولہے پر رکھی۔۔بدن پر کچھ گرم کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے اس پر کپکپی چڑھ رہی تھی۔ہاتھ اس قدر ٹھنڈے تھے کہ سن ہوتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔اسے اپنا آپ نڈھال محسوس ہو رہا تھا جیسے بخار بڑھ رہا ہو۔

"میں مدد کروا دوں ؟"خیر و اندر آیا تھا۔موٹا سوئیٹر اور مفلر میں لپٹے ہوئے خیر و نے سر پر گرم ٹوپی بھی پہن رکھی تھی۔وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی جب آبرو چچی نے اس کی موجودگی محسوس کر کے خیر و کو آواز دے دی۔ماہ کامل گہری سانس بھر کر رہ گئی۔اس وقت اسے واقعی مدد کی ضرورت تھی۔

"نصیبو!اگر سراقہ کی کافی کا مگ خالی ہو گیا ہے تو لے آؤ۔مجھے اپنا بخار بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔جلدی کام نبٹا کر کمرے میں جانا چاہتی ہوں۔"آنکھوں کو کچھ دیر موند کر جب اس نے کھول کر سامنے دیکھا تو چونک اٹھی۔تشتری میں رکھا خالی مگ ہاتھوں میں لیے وہ کچن میں داخل ہو رہا تھا۔

"بخار ؟"گہری نگاہوں سے اسے یوں بے زار بیٹھے دیکھ کر اس نے کچن کی حالت پر نگاہ دوڑائی۔سراقہ کی گھمبیر آواز پر ماہ کامل تیزی سے اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے مگ دے دیں۔"اس نے نزدیک پہنچ کر مگ لیناچاہامگر چولہے پر چڑھی دیگوں کو دیکھ کر اس نے تشتری اس کے سامنے سے ہٹا کر پیچھے کی تاکہ وہ اس سے لے نہ سکے۔ کامل نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"تم یہاں اکیلی کھانا کیوں بنارہی ہو؟"اب کی بار اس نے تشتری سلیب پر پٹخی۔"خیر و مر گیا ہے کیا؟"اب کی بار وہ چیخا۔ ماہ کامل سہم کر دور ہوئی۔

"جی سراقہ بھائی۔"اس کی آواز خیر وخوف کھاتے ہوئے کچن میں داخل ہوا۔

"یہ کھانا اکیلے کیوں بنارہی ہے؟ کیا تم لوگوں کی کوئی مدد نہیں؟ مفت کھلانے کے لیے ہم نے تم لوگوں کو اس حویلی میں جگہ دی ہے؟"غصہ گویا ناک پر بیٹھا ہو۔۔

"ہمیں اجازت نہیں ہے سراقہ بھائی حالانکہ ہم بی بی کی مدد کروانا چاہتے ہیں۔"وہ بے چارگی سے کہتا ہوا سراقہ کو حیران کر گیا۔

"کیا امی نے ایسا کہا؟"کیا واقعی اس کے دیے گئے حکم کو اہمیت نہیں دی گئی تھی؟ وہ جھنجھلا کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ نہیں چاہتیں کہ کامل بی بی کی مدد کروائی جائے۔آپ ہمیں تو جانتے ہی ہیں بھائی۔ ہم نے کبھی اپنی روزی حرام نہیں کی۔" اس کی بے بسی پر سراقہ نے لب بھینچ کر چھوڑے۔

"ارے کیا ہو گیا رے؟ بس کر تو سراقہ اور کچن کے معاملات میں مداخلت نہ کر۔۔یہ سب تیرا مسلہ نہیں۔" چچی نے بھی موقع نہ چھوڑا۔ تیزی سے کچن میں چلی آئیں۔ان کے داخل ہوتے ہی خیر و باہر نکل گیا۔

"مگر میری بیوی میرا مسلہ ہے۔" اس نے جواباً دانت پیس کر دیکھا۔ "تم اوپر جاؤ فوراً۔" بنا کسی کے سنے اس نے ماہ کامل کو سختی سے اوپر جانے کا اشارہ دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ جھینپ سی گئی۔ چچی کے چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک پھیل گئے تھے۔

"ہاں۔۔شاید مجھے ہی بخار ہے۔" لہجہ طنزیہ تھا۔ماہ کامل کا ہاتھ پکڑ کر اس نے ماں کو دیکھا۔ "آپ مجھے پھر مجبور کر رہی ہیں۔" اس سادے سے جملے میں بے حد گہرائی تھی۔

"زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟ تم اسے اس کی حویلی بھیج دو گے۔" لبوں پر تیز مسکراہٹ ابھری۔ "اسے بھیج کر جان چھڑا سراقہ!"

"نہیں۔۔ میرے پاس اور بھی کافی راستے ہیں جس سے میں اپنی بیوی کو آپ سے دور رکھ سکتا ہوں۔" ہاتھ میں موجود ماہ کامل کی کلائی بخار سے تپ رہی تھی۔ "ماہی آج کے بعد سے کھانا نہیں بنائے گی۔" گویا یہ اس کا آخری فیصلہ تھا۔

ماہ کامل نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اپنی کلائی کو دیکھنے لگی جو سراقہ کی زد میں تھی۔

"کیا بکواس ہے؟ وہ کھانا نہیں بنائے گی تو کیا صرف ہم اسے کھلاتے ہی رہیں گے؟" چچی نے حاوی ہونے کی کوشش کی۔

"آپ کیوں کھلائیں گی؟ بیوی میری ہے تو میرے پیسوں کا کھائے گی۔ آپ نے ہی ماہی سے کہا تھا کہ سراقہ اِس کی ذمہ داری ہے۔۔ اور اس کا کھانا پینا وہی دیکھے گی۔ تو اگر میں صرف اس کی ہی ذمہ داری ہوں تو میرے علاوہ وہ کسی کی ذمہ داری نہیں اٹھائے گی۔ میں ابھی بھی اس بات پر قائم ہوں۔۔ مجھے اتنا مجبور نہ کریں کہ میں کوئی بڑا قدم اٹھاؤں! یہ ایک آخری وارننگ ہے۔" سختی سے کہہ کر وہ اسے کھینچتا ہوا کمرے میں بڑھ گیا۔ ماہ کامل پورا راستہ اپنے آگے بڑھتے شوہر کی کشادہ پشت دیکھ رہی تھی جو اس کے لیے ایسی تھی جیسے دیوار کا سایہ۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ساتھ اس نے ماہ کامل کا ہاتھ چھوڑا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے منہ میں زبان نہیں ہے کیا؟" اب کی بار وہ اس پر برسا۔ ماہ کامل جو پہلے ہی اپنی طبیعت سے نڈھال ہو رہی تھی، روہانسی ہو گئی۔ "ویسے تو میرے آگے بڑی ہوشیار بنتی ہو۔"

"میں کیا کرتی۔۔" اسے رونا آنے لگا۔

"میں کون ہوں تمہارا تمہیں یاد بھی ہے؟"

"شوہر۔۔"

"تو پھر اپنی طبیعت کا مجھے نہیں بتاؤ گی؟ اپنی ضروریات اور اپنی تکلیفیں مجھ سے چھپا کر کیا ملا؟ ہو گئی بیمار؟ پڑ گئی دل میں ٹھنڈک؟" ماتھے پر گہرے بل تھے۔ وہ اسے بخشنے والوں میں سے نہیں لگ رہا تھا۔

"بخار کوئی بڑی بات تو نہیں۔۔ سردیوں میں بیمار ہونا تو عام سی بات ہے۔" آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"تمہارے لیے عام سی بات ہو گی مگر میرے لیے نہیں ہے ماہی۔۔" گھمبیر آواز مزید بھاری ہوئی۔ "تم کبھی مجھے نہیں سمجھ سکتی۔۔ کبھی نہیں۔" اس نے گاڑی کی چابی پوری

قوت سے زمین پر ماری۔ لہجے سے تھکا تھکا سا معلوم ہوتا سراقہ قابل رحم تھا۔ "جس دن تمہیں میرے خیال سے خیال ہو گیا اس دن تم مجھے ہر شخص سے بڑھ کر سمجھنے لگو گی۔۔ " لہجے کی تھکن آڑے آگئی۔ وہ تکلیف سے کہتے ہوئے دور ہٹا۔ "میں باہر جا رہا ہوں تا کہ تم بستر پر آرام کر سکو۔ "ہیٹر چلاتے ہوئے اس نے ماہ کامل کے ساکت چہرے کو دیکھا اور باہر نکل گیا۔

آنکھیں ایک بار پھر نم ہو گئیں۔ جانے یہ کس بات کے آنسو تھے مگر آج سے قبل اس نے بیماری کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنا کسی اور کو دیتے دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا شخص تھا۔۔اس کا لہجہ، فکر اور انسیت ماہ کامل کے پاؤں میں ٹھہرنے کی زنجیر باندھ رہی تھی۔ کاش وہ شخص بدل جائے۔۔ یا پھر یہ حالات۔۔

---★★★---

www.novelsclubb.com

رات کے کھانے کے بعد اسے دادا اکبر کے کمرے میں آنے کا حکم ملا تھا۔ پورا دن گزرنے کے بعد وہ اتنا جان گئی تھی کہ اس کے ساتھ دادا اکبر کی ملاقات تو ہونے والی ہے۔

"جی دادا۔" ان کے تخت سے کچھ دور بید کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے شہاب کو دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔ شاداب کی نگاہیں بے چین تھیں۔

"اخگر بھائی چند دنوں قبل تمہارے حوالے سے ملنے آئے تھے۔ تم ہماری بہت پیاری بیٹی ہو اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ہر فیصلہ کو دل سے تسلیم کرو گی۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟" اس موقع پر جانان کا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا۔ وہ 'نہیں' بھی کہنا چاہتی تھی مگر آپشن صرف 'ہاں' کا تھا۔

"جی۔" الفاظ پھنستے ہوئے ادا ہوئے۔

"ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا ہر فیصلہ ہی تمہاری چاہت ہو گا کیونکہ تم اپنے باپ دادا کے سر جھکے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔" اسے پہلے گھیرا جا رہا تھا۔ انگلیاں مڑوڑتے ہوئے اس نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔ وہ کسی بھی بات سے پہلے ہی کمزور پڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہم گھما پھرا کر بات نہیں کریں گے کیونکہ ہمارا فیصلہ اٹل ہے۔ جب اخگر بھائی نے رخصتی کی بات کی تو ہم نے اپنا حق کا مطالبہ کر دیا تھا۔ جانے کتنے برس بیت گئے مگر وہ ہمارا حق دینے کو راضی نہیں۔۔ ابا جان کی جائداد کی اس زمین پر ہمارا بھی حق ہے۔ جب اخگر

بھائی نہ مانے تو ہم نے بھی کہہ دیا کہ یہ رخصتی نہیں ہو گی جس پر یہ بات اب طلاق تک جا پہنچی ہے۔ایک بار پھر انہوں نے کوئی کثر نہ چھوڑی کہ ہم اپنی حویلی کی لڑکی کو ان کے بیٹے سے بیاہ سکیں۔"ان کے الفاظ تھے یا خنجر۔۔جانان کی سانسیں ساکن رہ گئیں۔گویا وقت ہی ٹھہر گیا ہو۔اس نے بے یقینی سے پھٹتی آنکھیں اپنے باپ پر ڈالیں جن کا سر جھکا ہوا تھا اور شاداب نگاہیں ہی نہیں ملا رہے تھے۔

"مم۔مگر۔"وہ بری طرح ہکلانے لگی۔مضطرب نگاہیں اور کانپتا انداز۔۔اس کی حالت واضح محسوس کی جا سکتی تھی۔دماغ جیسے اس فیصلے کو تسلیم ہی نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔

"وہ لڑکا بلکل راضی نہیں۔۔تم اس سے طلاق مانگو گی۔اب اگر یہ شادی ہوئی تو تمہارے بوڑھے دادا اور باپ چچا کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔کیا تم انہیں ہارتا دیکھ سکتی ہو۔"باپ دادا کے ذکر پر اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔بھلا وہ ایسا کیوں چاہے گی۔۔مگر یہ طلاق ایسا کام تھا کہ جس کے نام پر اس کا دل زمین میں گڑ جانے کو چاہا۔نہیں وہ طلاق نہیں چاہتی تھی۔۔وہ جہاندار قیس سے دور ہونا گناہ سمجھتی تھی۔اس کی محبت اتنی کمزور تو نہیں تھی۔آنکھوں میں ڈھیروں آنسو جمع ہونے لگے۔ان پانچ سالوں سے وہ آج کے وقت سے ہی خوف کھاتی آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ان پانچ سالوں میں جتنے جھگڑے فسادات ہوئے جانان نے ہمیشہ اپنا اور جہاندار کا رشتہ درمیان میں نہ آنے دیا ورنہ یہ علیحدگی بہت پہلے ہی ہو چکی ہوتی۔

دل یہ فیصلہ قبول کرنے کے لیے راضی ہی نہ تھا۔

ہاں وہ کبھی تسلیم نہیں کرے گی۔ جہاندار کے ساتھ بہت دور چلی جائے گی مگر اپنا رشتہ نہ توڑے گی اور نہ کسی کو توڑنے دے گی۔

"ہم چاہتے ہیں کہ تم ہاسٹل جاؤ اور وہاں اسے راضی کرو۔ تمہاری بات وہ کبھی رد نہیں کرے گا۔ اب جاؤ تو اسے منا کر ہی لوٹنا۔ باقی کے معاملات ہم دیکھ لیں گے۔" اس نے تکلیف سے دادا اکبر کو دیکھا جن کے لیے یہ بات کہنا کتنا آسان تھا۔ ذہن میں بغاوت امڈنے لگی تو وہ بنا کچھ کہے کمرے میں آ گئی۔ دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے لرزتے ساتھ اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو بری طرح کانپ رہے تھے۔ سانسیں بھر ناد شوار ہو گیا۔ وہ دروازے کے سہارے ہی فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ یہ سب ایک بھیانک خواب کی مانند تھا جو سچ ہو چلا تھا۔ آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے اور وہ سسکیاں بھر رہی تھی۔ نہیں وہ ایسا

www.novelsclubb.com

نہیں ہونے دے گی۔اس نے رخسار پر ہتھیلیاں رگڑتے ہوئے موبائل اٹھایااور کال ملانے بڑھی۔اگر یہ بغاوت ہے تو یہی سہی۔۔

---★★★---

جوتے اتارتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ماحول میں دبیز خاموشی کا عالم تھا۔آنکھوں کی سرخی حالات کا پتا بتا رہی تھی۔دونوں ہاتھ سنگھار کی میز پر رکھتے ہوئے وہ آئینے میں خود کو نزدیک سے دیکھنے کے لیے کچھ جھکا۔بال بکھرے ہوئے اور ماتھے پر بل تھے۔شرٹ کے باہر سے محسوس ہوتے بھرے بھرے بازو اور چوڑا کشادہ سینہ۔۔

اس کے ارادے چٹان کی طرح مضبوط تھے۔جانان کی محبت رگ رگ میں بسی ہوئی تھی۔اسے طلاق دینے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔بغاوت تو گویا خون میں تھی۔

موبائل اٹھاتے ہوئے اس نے جانان کے نمبر پر کال ملانی چاہی۔جانے یہ لڑکی صبح سے کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب موبائل خود بج اٹھا۔

"جہاندار۔" جانان کی بھرائی ہوئی آواز پر جہاندار بے چین ہوا۔

"تم کہاں تھی؟ صبح سے کوشش کر رہا ہوں۔ جانتی ہو تمہاری وجہ سے کتنا خوفزدہ ہو گیا تھا میں۔۔" آگے بڑھتے ہوئے اس نے کھڑکیوں سے پردے ہٹائے۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔" جہاندار تو تب ٹھٹکا جب جانان نے باقاعدہ رونا شروع کیا۔

"مجھے آپ سے طلاق نہیں چاہیئے جہاندار۔۔" ہچکیوں کی زد میں وہ بمشکل بولی۔ جہاندار تو گویا اضطراب کے مارے لب بھینچ گیا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں اب وہاں مزید نہیں رہنے دوں گا۔ تم شہر کب آ رہی ہو؟ چند دنوں میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور کسی کا باپ مجھے اب روک نہیں سکتا۔" پیشانی پر موجود بل گہرے ہوئے۔

"مجھے طلاق نہیں چاہیئے۔۔" وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

"تو تمہیں لگتا ہے میں ان لوگوں کے زور پر تمہیں طلاق دے دوں گا؟ میری محبت کمزور نہیں ہے جانان۔ میں ایسا کبھی نہیں کرنے والا۔۔ اس کے لیے مجھے حویلی بھی چھوڑنی پڑی تو چھوڑ دوں گا۔" وہ لمبا چوڑا مرد کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے لفظوں میں سچائی تھی۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔ مجھے آپ کے پاس رہنا ہے۔ میں کیسے رہوں گی جہاندار؟ میں مر جاؤں گی۔۔اور اگر نہیں مری تو خود کو مار دوں گی۔ میں اس تکلیف کے سہارے زندگی نہیں گزار سکتی۔ میں نیلی نہیں ہوں۔۔"اس کا یوں رونا جہاندار کو پریشان کر رہا تھا۔

"بس تم میرے ساتھ رہو اور میں سب سے لڑ کر تم کو اپنے قریب کر لوں گا۔ان پانچ سالوں میں صرف تمہارا سوچا ہے۔ جہاندار اتنا کمزور نہیں کہ اپنی محبت سے دستبردار ہو جائے۔"اس نے ہاتھوں کی مٹھی بناتے ہوئے میز پر مارا۔

"آپ مجھے چھوڑیں گے تو نہیں نا؟"جب وہ روتی تھی تو بے حد معصومانہ سوالات کرتی تھی۔ جہاندار مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"جب میں کہوں کہ مجھے جانان سے محبت ہے 'میرا مطلب اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کا ہوتا ہے جانِ جاناں۔" بالآخر پورا دن گزرنے کے بعد اس سے رابطہ ہو ہی گیا تھا اور اب وہ بے حد مطمئن تھا۔ کال کرنے کے بعد وہ دوبارہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اسے آگے کا سوچنا تھا کیونکہ دو دنوں میں جانان ہاسٹل آرہی تھی۔ بستر پر چت لیٹتے ہوئے اس نے آنکھیں موند لیں۔

---★★★---

"اسے حویلی نہیں آنا چاہیئے تھا۔" گہری سانس بھرتے ہوئے اس نے ماں کو دیکھا۔

" کبھی نہ کبھی تو آنا ہی تھا سلیم۔ آج نہیں تو کل ابا میاں کو اپنا فیصلہ سنانا ہی تھا۔" نگاہیں بے تاثر تھیں۔ نیلی نے مڑ کر سلیم کو دیکھا جو جانان کے حوالے سے برا محسوس کر رہا تھا۔

"یوں زندگیاں تباہ کریں گے تو اپنی زندگی میں برکت رہے گی اماں؟ مال و دولت کے لیے حویلی والوں کے پیٹ کبھی نہیں بھر سکتے۔" وہ اٹھ کر بھناتا ہوا باہر نکل گیا۔ نیلی لب بھینچ گئی۔ یہ بے بسی بھی کیا بے بسی تھی۔

---★★★---

کمرے میں داخل ہوتے ساتھ اس نے بستر پر نگاہ دوڑائی۔ سراقہ جو یہ سوچ کر آیا تھا کہ وہ سو رہی ہو گی، ماہ کامل لحاف کے اندر بیٹھی اپنی کتاب لکھ رہی تھی۔

"سنو۔" جانے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ دھپ سے بلکل اس کے آگے بستر پر گرتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولا۔ ماہ کامل نے ناراض نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ کتاب میں مصروف ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"ناراض ہو؟"اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اس نے دھیمی سی سرگوشی کی۔ماہ کامل نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔اب عادت ہو گئی ہے۔"اس نے کتاب بند کرتے ہوئے برابر والی میز پر رکھی اور خود پر سے لحاف ہٹاتی ہوئی بستر سے اترنے لگی۔

"اچھا ابھی جاؤ مت۔۔"سراقہ نے تیزی سے ماہ کامل کا ہاتھ پکڑا۔ماہ کامل نے جھٹکے سے اس کا چہرہ دیکھا جس کے تاثرات بے حد نارمل تھے۔

"بارہ بجنے والے ہیں۔مجھے سونا بھی ہے۔۔"اس نے ہاتھ چھڑانا چاہا مگر سراقہ کی گرفت مضبوط تھی۔

"پہلے میری بات کا جواب دو۔مجھ سے ناراض ہو نا؟مجھے غصہ نہیں کرنا چاہئیے تھا۔"وہ واقعی شرمندہ نظر آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تلخ لہجوں کی عادت ہو گئی ہے سراقہ۔۔اب پہلے جیسا برا نہیں لگتا۔"اس کو اپنے نزدیک محسوس کرتے ہوئے اس نے اٹھنا چاہا مگر سراقہ نے اس کی کوشش کو ایک بار پھر ناکام بنایا۔

"ماہی میری دوست بنو گی؟"

اس بار اس کے سوال نے ماہ کامل کو جھنجھلا پر مجبور کر دیا۔ لبوں پر دھیمی مسکراہٹ اور دوستانہ لہجہ۔۔

"کیوں؟"

"کیونکہ میری کوئی لڑکی دوست نہیں۔۔ اور مجھے اندازہ نہیں کہ لڑکی دوست کا ہونا کیسا ہوتا ہے۔ ہم اپنی کافی باتیں بھی شئیر کریں گے اور پھر تمہیں مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔" یہ شاید گھمبیر آواز کی خوبصورتی ہی تھی کہ ماہ کامل اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔ ہلکی ہلکی شیو اس پر بے پناہ اچھی لگتی تھی۔

"پہلے میرا ہاتھ چھوڑیں۔" اس نے اپنا بازو کھینچا تو سراقہ نے گرفت ڈھیلی کر دی۔

www.novelsclubb.com

"میری دوست بنو گی ماہی؟"

"آپ کی تو بہت ساری دوستیں ہوں گی۔ پھر بیوی کو دوست بنانے کی کیا ضرورت؟"

کھلے بالوں کو کیچر میں قید کرتے ہوئے اس نے سنگھار میز کے آئینے میں خود کو دیکھا۔ وہ ہنس پڑا۔

"چلو کم از کم تم مجھے اپنا شوہر تو سمجھتی ہو۔"

"اب ایسی بھی بات نہیں۔ نکاح ہوا ہے آپ سے میرا۔"

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟"

"ٹھیک ہے۔" وہ بات کو کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتی تھی اس لیے جان چھڑانے کے لیے بول دی۔

"تمہارے کھلے بال بہت اچھے لگ رہے تھے۔ کیا انہیں دوبارہ کھول سکتی ہو؟" سر کے پیچھے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بستر پر چتا لیٹ گیا۔ ماہ کامل نے آئبر واچکا کر اسے دیکھا جو یکدم ہی بہکی بہکی باتیں کرنے لگا تھا۔

"دوست ہوں تمہارا۔ کہہ سکتا ہوں۔" لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سلیم بھی میرا دوست تھا مگر کبھی اس نے ایسی بات نہیں کہی۔" اس نے جواباً گھورا۔

"مگر میں تمہارا شوہر بھی تو ہوں۔ اب میں ایسی بات نہیں کہوں گا تو تمہیں خاص محسوس کون کروائے گا؟"

"آپ کی تو پوری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں مگر مجھے سونا ہے کیونکہ کل جهاندار بھائی کے حوالے سے حویلی بھی جانا ہے۔" اس کی بات پر وہ جهاندار کے بارے میں سوچنے لگا۔

"سنو!"

"جی۔"

"تم سب ٹھیک کر دو گی نا؟" سراقہ کو فکر لاحق ہوئی۔

"میں کوشش کروں گی۔" سراقہ کے برابر سے تکیہ اٹھاتے ہوئے اس نے صوفے پر پھینکا۔

"صوفے پر سونے کی کیا ضرورت ہے۔ بستر کی دوسری سائیڈ پر آرام سے سو سکتی ہو اور کون سا مجھے نیند میں اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنے کی عادت ہے۔" گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس نے ماہی کو دیکھا جس کو اب بھی ہلکا بخار تھا۔

"مجھے صوفے کی عادت ہو گئی ہے اس لیے مسلہ نہیں ہوتا۔"

"میں جانتا ہوں تم میری وجہ سے کترا رہی ہو۔ میں باہر چلا جاتا ہوں تم بستر پر سو جاؤ۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی ہے اور جانتی ہو نا کہ صوفے کی طرف والی کھڑکی سے بند

ہونے کے بعد بھی ہوا آتی ہے۔"آستینوں کے کف فولڈ کرتے ہوئے اس نے کہنیوں تک چڑھایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کہاں سوئیں گے؟"وہ ٹھہری۔

"میں کہیں بھی سو جاؤں گا۔"

"کیا مطلب کہیں بھی سو جائیں گے؟"خفا خفا سے انداز میں کہتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"جہاندار کا کمرہ بھی ہے۔اس کے سونے سے پہلے ہی جا کر سو جاؤں گا تاکہ اس کے بھیانک خراٹے نہ سننا پڑیں۔"گویا پورا منصوبہ پہلے ہی بنایا ہوا تھا۔

"اور وہ نہیں پوچھیں گے کیا کہ آپ کمرے میں کیوں نہیں سوئے؟"اسے کسی بھی طرح سے منظور نہیں تھا کہ وہ کمرے میں آرام کرے اور اس کا شوہر خود بے آرام رہے۔

"کہہ دوں گا کہ اس کی بھابھی کو نیند میں بولنے کی عادت ہے جس سے تنگ ہو کر میں تمہارے پاس آ گیا۔"کہتے ساتھ ہی وہ ہنس پڑا۔ماہ کامل نے اب کی بار اسے بغور دیکھا۔

"آپ کہیں نہیں جا رہے۔آپ کو کمرے سے بھجوا کر میں آرام سے نہیں سو سکوں گی۔ پلیز اپنی بہکی بہکی باتیں بند کریں اور مجھے سونے دیں۔"یا خدایا یہ آدمی کتنا بولتا تھا۔نیند کے جھونکے لیتی ہوئی وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔سراقہ کا قہقہہ گونجا تھا۔

"تمہیں میری فکر ہو رہی ہے یا عادت؟"لفظوں کے سحر میں خود جکڑتے ہوئے محسوس کرتی ماہ کامل نے نگاہیں چرائیں۔"ماہی یہ دونوں چیزیں جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔۔مجھے عادت مت بنانا ورنہ تم اپنی منزل بھول جاؤ گی۔میرے پاس ہی ٹھہر جاؤ گی۔"لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ماہی کے لیے سانس بھرنا دشوار ہو گیا۔سراقہ سچ ہی تو کہتا تھا۔اگر یہ عادت تھی تو بہت جان لیوا ثابت ہونے والی تھی۔

"خوش فہمی میں مت رہیں۔"سراقہ کا سامنا نہ کرنے کے لیے اس نے لحاف چہرے تک اوڑھ لیا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو جو محسوس کر رہا ہوں،وہ بتا رہا ہوں۔"تو کیا وہ بھی محسوس کر چکا تھا کہ ماہ کامل کو اس کی عادت ہو رہی تھی۔ہائے یہ سب کتنا خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ماہ کامل نے رخ ہی

موڑ لیا تا کہ بات نہ بڑھ سکے۔ سراقہ کی باتیں اور اس کا وجود ماہ کامل کو کسی سحر میں جکڑے ہوا تھا۔ اس کے قدموں کی بھاری چاپ محسوس کرتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"سراقہ کیہان کے لیے تم بے حد خاص ہو ماہی۔" بھاری سرگوشی کرتے ہوئے وہ چلا گیا۔ اس کا کیا تھا! اپنا کام کر کے وہ گزر گیا تھا مگر ماہی کی نیند اڑ چکی تھی۔ اس کی باتوں نے آج دل پر پہرا دیا تھا۔ وہ لب کچلتی رہ گئی۔

---★★★---

www.novelsclubb.com